فکرِ اسلامی

از :- الشیخ خالد السید علی بلاسی
ترجمہ :- محمد یعقوب طاہر

انسانِ اوّل کے مراحلِ تخلیق
اور
بلاغتِ قرآنی کا معجزہ

تخلیقِ انسان کا ڈارونی نظریہ، انسانیت کی تذلیل ہے۔ اشرف المخلوقات کے انسانِ اوّل حضرت آدم علیہ السلام کے تخلیقی مراحل عظمتِ بشریت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ قرآنِ مجید میں مذکورہ ان مراحل کو کس معجزانہ بلاغت و فصاحت کے ساتھ حیات بعد الممات کے عقیدے سے منسلک کر دیا گیا ہے۔ درج ذیل تحریر اسی کی وضاحت کر رہی ہے (ادارہ)

اس کے کچھ نہ کچھ اسرار و رموز جان سکنے کی غرض سے قربِ الٰہی کے حصول کی تمنا لئے ہوئے اور اس وفا شعار مصلح و ناصح کی صحبت میں وقت گزارنے کے لئے اس کعبہِ نور و حکمت کے گرد طواف کرنے والوں کا تانتا بندھا ہی رہے گا۔

ہاں! یہ قرآنِ مقدس ہی ہے جو مختلف معارف و فنون میں بے مثل و یگانہ کتاب ہے اور اس کے معجزانہ پہلوؤں میں اس کی بلاغت و فصاحت اہم ترین معجزہ ہے۔ اس اعجازِ قرآنی کا اندازہ اس امر سے لگا لیجئے کہ نزولِ قرآن کے وقت عرب بیان و بلاغت کے بادشاہ تھے۔ اور الفاظ غلاموں کی طرح ان کے سامنے دست بستہ کھڑے رہتے تھے۔ پھر بھی وہ قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورۃ جیسی کوئی عبارت تخلیق نہ کر سکے جبھی تو ان کے لئے یہ قرآنی چیلنج تھا۔

قل لئن اجتمعت الانس والجن	کہہ دیجئے اگر تمام انسان و جنات اس قرآن جیسی
أن یأتوا بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض	کتاب لانے کے لئے جمع بھی ہو جائیں تب بھی
ظھیراہ (الاسراء ۸۸)	ایسا قرآن نہ لا سکیں گے اگرچہ ایک دوسرے

کے مددگار بھی کیوں نہ بن جائیں۔"

اس معجزانہ معیارِ قرآنی کا اصل راز اس کے برتر و دقیق اندازو اسلوبِ تعبیر میں پنہاں ہے۔ اس میں الفاظ اور تراکیب کی تشکیل کے لئے اپنایا جانے والا نظام بلاغت معجزانہ شان کا کچھ اس طرح حامل ہے کہ اگر ایک بھی لفظ کو اس کی جگہ سے اٹھا کر کسی دوسرے مقام پر رکھنے کی کوشش کی جائے تو مفہوم و معنی بدل کر رہ جائیں گے۔

اس معجزانہ معیارِ قرآنی کی وضاحت کے لئے میں قارئین کے سامنے قرآن کریم کے بعض ایسے مفردات کو بطور نمونہ پیش کرنا چاہوں گا جو بیک وقت ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں بھی ہیں اور ایک دوسرے کی تکمیل کے لئے ضروری بھی۔ یہ کڑیاں ہیں دراصل ان تخلیقی مراحل کی جن سے انسان اول حضرت آدم علیہ السلام گزرے ہیں۔ اور جنہیں ہمارے سلف نے یوں ترتیب دیا ہے۔

۱۔ مٹی ۲۔ پانی ۳۔ مجموعہ پانی و مٹی ۴۔ زیادہ دیر پانی میں رہنے کی وجہ سے بو بدلنے والی مٹی۔ ۵۔ چکنی مٹی ۶۔ کھنکھنانے والی مٹی ۷۔ تکمیل و ترتیب جسم ۸۔ روح پھونکنا۔

جدید سائنس و طب نے بھی اس ترتیب عنصری کی پرزور تائید کر دی ہے اور وہ یوں کہ جب ہم عالم فنا و اموات کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ہمیں مکمل طور پر اس کے برعکس ترتیب ملتی ہے یعنی جسد خاکی سے روح کی پرواز سے موت ابتداءً وقوع پذیر ہوتی ہے اور بالآخر جسد انسانی مٹی بن جاتا ہے اور جانی پہچانی بات تو یہی ہے کہ موت زندگی کی ضد ہے۔

قرآن عظیم نے تخلیق آدم علیہ السلام کے مراحل کو مربوط و مرتب ذکر نہیں فرمایا۔ حالانکہ ان کا ربط و تسلسل ایک یقینی امر بھی ہے۔ البتہ بنی آدم کی تخلیق کے ادوار کا ذکر سورۃ المومنون آیت ۱۲، ۱۴ میں ترتیب سے یوں کیا گیا ہے۔

ارشاد خالق کائنات ہے:۔

ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين، ثم جعلناه نطفة في قرار مكين . ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاماً فكسونا العظام لحماً ثم انشأناه خلقاً آخر فتبارك الله احسن الخالقين .	ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا۔ پھر اس کو ایک محفوظ و مضبوط جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر نطفے کو لوتھڑا بنایا۔ اس کے بعد ہڈیوں پر گوشت پوست چڑھایا۔ پھر اس کو نئی صورت عطا کی تو اللہ تعالیٰ سب سے بہتر بنانے والا بڑا ہی بابرکت ہے۔

چونکہ انسان اول کے مراحل تخلیق کے مرتب تذکرہ کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی تو اس کا غیر مرتب ذکر فرمادیا گیا اور اس لئے بھی کہ انسان اول کی پیدائش (تخلیق) کے ادوار پر اس قدر غور و خوض نہیں کیا جاتا جتنا کہ اس کی اولاد کے مراحل تخلیق کو زیر غور لایا جاتا ہے۔ کیونکہ ہر انسان خود بھی تو ان میں سے ایک فرد کی حیثیت رکھتا ہے بنابریں سورۃ المؤمنون کی آیت مبارکہ میں ترتیب مراحل خلقت انسان ملحوظ رکھی گئی ہے۔ اور خاص طور پر جب سیاق و سباق کے پیش نظر اس آیت مبارکہ کے ذریعہ بعث بعد الموت (موت کے بعد کی زندگی) پر سامعین و مخاطبین کو قائل کرنا مقصود ہے تو مراحل تخلیق کے مرتب تذکرہ کا مثبت اثر کوئی مخفی امر ہرگز نہیں رہنا چاہئے۔

لہٰذا دشمنان اسلام میں سے جاہلوں پر مشتمل طبقہ کا قرآن مقدس کے کسی ایک چیز کے ادوار کو متفرق جگہوں پر غیر مجتمع طور پر ذکر کرنے پر اعتراض اور پھر اسے ذلیل بنا کر قرآن کریم میں موضوع کی عدم یکجائیت کی طرف انگشت اٹھانا کسی صورت ادنیٰ وقعت و اہمیت کا بھی قطعاً حامل نہیں رہتا۔

باعث حیرت امر تو یہ ہے کہ اسلام دشمن عناصر اس امر سے یکسر لاعلم ہیں کہ قرآنی قصص و نصائح، ارشادات و احکام کا تدریجی انداز اور مختلف مقامات میں وارد ہونا ہی اس کا عظیم تر معجزۂ بلاغت ہے۔

قرآن کریم کوئی ایسی تدوین شدہ کتاب نہیں جیسے ابواب و فصول میں منقسم کر کے متعلقہ موضوعات کا اندراج متعلقہ ابواب میں کیا گیا۔ بلکہ اس کی امتیازی حیثیت و خصوصیت تو یہ ہے کہ اس میں تمام تر علوم و فنون اس طرح جمع ہیں کہ ہر صاحب اختصاص اپنی مطلوبہ معرفت اس سے تلاش کر کے جمع کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک طبیب کو لیجئے۔ وہ سارے قرآن کریم کے بنظر غائر مطالعہ کے دوران اپنی مطلوبہ چیز حاصل کرے گا۔ پھر اس کے واقعاتی تحلیل و تجزیہ کے ذریعہ قرآن کے اعجاز بیانی جیسے شاہکار کی دریافت کرے گا اور اس طرح ہر میدان کا ماہر اس کتاب مقدس سے استفادہ کرتا رہے گا۔

اگر قرآن مجید کی ہر سورہ ایک مکمل اکائی کی حیثیت رکھتی ہے اور اس میں باہمی ربط انتہا درجے کا ہوتا ہے پھر بھی مختلف سورتوں کی آیات ایک دوسرے سے متعلق ہوتی ہیں اور بعض سورتوں میں مذکور واقعات دوسری سورتوں میں موجود ایسی ہی آیات سے مکمل شکل اختیار کرتے ہیں۔ بعض علماء تو سورتوں کے باہمی رابطہ و تعلق کو بھی بیان کرتے ہیں۔

یہاں دو متضاد اشکال باہم اکٹھی نظر آتی ہیں۔ ہر سورہ اپنے وجود کے اعتبار سے اعجاز کی عمدہ ترین مثال ہے جب کہ چند ایک کئی سورتیں اجتماعی شکل میں ایک ہی واقعے کو مکمل کرتی ہوئی بھی اعجاز قرآنی کا نمونہ ہوتی ہیں۔

معذرت کے ساتھ | ہم اپنے موضوع کی طرف واپس آتے ہیں کہ قرآن کریم نے مراحل تخلیق آدم علیہ السلام کا متفرق ذکر کئی ایک مقامات پر فرمایا ہے۔ جس کا بیشتر حصہ خود آدم علیہ السلام کے ابتدائی قصہ میں درج ہے

اور یہ امر بجائے خود ایک معجزہ ہے کہ یہ تفہیم الٰہی وقت و متانت کے ساتھ وارد ہے کہ ہر مرحلہ اپنے اندر موجود تدریجی کیفیت کو ہی واضح کر رہا ہے ان ادوار و مراحل میں مکمل ربط و تعلق باہم پیوستگی اور واضح مناسبت و ترتیب بھی اس امر کی بیّن دلیل ہے بلکہ اگر کہیں ایک تدریجی حالت کو دو مرحلوں میں ذکر کیا گیا ہے تو ہر دو جگہوں میں ایسا مفہوم سمٹا ہے جو ایک دوسرے سے مختلف ہے اور یہی قرآن کا عین اعجاز ہے۔

پہلا مرحلہ | "عنصر خاک" ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان مثل عیسٰی عند اللّٰہ کمثل	بیشک عیسٰی علیہ السلام کی مثال اللہ کی نظر میں
آدم خلقہ من تراب ثم	آدم جیسی ہے جسے خاک سے پیدا فرمایا پھر
قال لہ کن فیکون (آل عمران ۵۹)	(کُن) کہا تو وہ عدم سے وجود میں آگئے

پیدائش آدم علیہ السلام کے پہلے مرحلہ (تراب) کو عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں عام طور پر خیال کئے جانے نظریہ کے رد میں ذکر کیا گیا ہے تاکہ عیسٰی علیہ السلام کے متعلق بشریت کی قاطع و بیّن دلیل پیش کی جائے اگر عیسٰی علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا گیا ہے تو ابو البشر ماں باپ دونوں کے بغیر پیدا کئے گئے ہیں تو یوں کچھ عجیب امر کو بہت ہی زیادہ اچنبہ اور نسبتاً زیادہ عجیب چیز سے تشبیہ دی گئی ہے اور یہ صرف اس لئے کہ شبہات کی مکمل بیخ کنی کے ساتھ ساتھ کجرو فریق مخالف کی بات کا منہ توڑ جواب بن جائے۔

مزید برآں اس مرحلہ پیدائش میں ایک بلیغانہ نکتہ زرکشی نے بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں۔ رب لم یزل و لا یزال نے ایک دقیق و لطیف مفہوم کے پیش نظر لفظ (طین) جس کے معنی، مجموعۂ پانی و مٹی ہے، کی بجائے لفظ تراب صرف 'مٹی' فرمایا۔ کیونکہ لفظ (تراب) کے معنی میں چونکہ کثافت لفظ (طین) سے نسبتاً زیادہ ہے تو اس تعبیر سے عیسٰی علیہ السلام کی الوہیت کے دعویداروں کے باطل نظریہ کا رد موثر ترین انداز میں ہو سکتا ہے۔

بنابریں اس اول عنصر تخلیق آدم کے ذکر نے اسلوب قرآنی میں واقعیت کا ایسا رنگ بھر دیا ہے جس سے ہمہ قسم احتمالات اور شکوک و شبہات مٹ جاتے ہیں۔

دوسرا مرحلہ | عنصر پانی - ارشاد ربانی ہے۔

"اللّٰہ خلق کل دابۃ من ماء"	اللہ تعالیٰ نے ہر ذی جان کو پانی سے پیدا
(النور آیت ۴۵)	فرمایا۔

قدرت الٰہی کے بیان کے ضمن میں پانی کا تذکرہ یوں آیا کہ قادر مطلق نے مختلف رنگ و نسل اور حرکات و سکنات رکھنے والی تمام تر مخلوقات، بشمول انسان کی تخلیق ایک ہی پانی سے فرمائی۔ اس آیت مبارکہ میں صرف پانی کے ذکر فرمانے پر اس لئے اقتصار کیا گیا ہے کہ آیت میں کل دابہ ذی جان (ہر جاندار) کا ذکر ہے اور عناصر

اربعہ میں صرف پانی ہی تمام مخلوقات کی تخلیق میں مشترک عنصر ہے۔

تیسرا مرحلہ | طین - مجموعہ مٹی و پانی، اور طین کا معنی مٹی اور پانی کا مجموعہ ہے۔ فرمان خدائی۔

" و بدأ خلق الانسان من طین (السجدہ ۷) اور انسان کی تخلیق کا آغاز مجموعہ پانی و مٹی سے کیا۔

اس آیت کے مطابق بیان کردہ ابتدائے تخلیق آدم کے طور پر تیار شدہ اولین بنیادی مادہ جس کا ایک ذہن تصور کر سکتا ہے وہی ہے جس کی وضاحت اس آیت مبارکہ نے کر دی ہے۔

علاوہ ازیں سیاق و سباق کو مدنظر رکھیں تو جو حقیقت آشکار ہوتی ہے وہ یہ کہ اس سورہ کریمہ نے ابتدائے تخلیق کے اس مرحلہ کو بعث بعد الموت کے اثبات کے لئے ذکر کیا ہے۔

لہٰذا موضوع مقام، مرحلہ طینیت کے ذکر کے متقاضی تھے۔ کیونکہ یہ مرحلہ دیگر مراحل تخلیق کی نسبت کہیں زیادہ عدم کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا ہوا ہے۔ چنانچہ اس کے حوالہ سے حیات بعد الموت پر استدلال وزنی ٹھوس اور اذہان کو اپیل کرتا ہے۔ اس اعتبار سے جو ذات (طین) سے مکمل بشر کو پیدا کر سکتی ہے۔ وہ موت کے بعد اس کی از سر نو تخلیق پہ بدرجہ اتم قادر مطلق آخر کیوں کر نہیں ہو سکتی؟

مزید برآں اس مرحلہ تخلیق کو سورہ (ص) میں وارد قصہ آدم علیہ السلام کی ابتدا میں بھی ذکر فرمایا گیا ہے رب ذوالجلال والاکرام نے فرمایا۔

و اذ قال ربك للملئكة انی خالق بشرا من طین (ص)
جب آپ کے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں مجموعہ مٹی و پانی سے انسان کی تخلیق کرنے والا ہوں۔

البتہ یہاں اس کا ذکر کسی اور پیرائے میں کیا گیا ہے۔ یہاں اصل مقصد یہ ہے کہ ابلیس لعین کے اپنے مادہ تخلیق (عنصر آگ) کی وجہ سے ناروا اترانے پر اسے سختی کے ساتھ ڈانٹا جائے۔ بھلا اس لعین سے یہ حقیقت کیونکر اوجھل رہی ہو گی کہ آدم علیہ السلام عنصر طین سے تخلیق کے ساتھ خالق کائنات کی جانب سے آدم کو خود بنا کر مکمل فرمانے پھر اس میں اپنی طرف سے روح پھونکنے کے جملہ مراحل میں انسان عظیم تر خوبیوں و ممیزات کا حامل بن جاتا ہے۔

لہٰذا آدم و ابلیس کے برتری کے اس تصور میں ایک لطیف ترین اشارہ یہ ملتا ہے کہ عناصر تخلیق باہم ایک دوسرے پر قطعاً کوئی برتری نہیں رکھتے۔ بلکہ اس کا انحصار اور معیار اور امتیازات پر مبنی ہوتا ہے۔

چوتھا مرحلہ | الحمأ المسنون - زیادہ مدت میں رہنے کی وجہ سے اپنی بو بدل لینے والی مٹی یا سڑے ہوئے گارے والی مٹی۔

خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا۔

انی خالق بشراً من صلصال	ہیں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو سڑے
من حماء مسنون۔	ہوئے گارے سے بنی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں

اس سورہ کریمہ میں اس مرحلہ تخلیق کے ذکر کا رازیہ ہے کہ سابقہ آیات مبارکہ میں حشر کے برپا ہونے پر دلائل مہیا کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

و انا لنحن نحیی و نمیت و	یقیناً ہم ہی زندگی عطا کرتے ہیں اور ہم ہی
نحن الوارثون و لقد علمنا	موت سے ہمکنار کرتے ہیں اور ہم ہی سب کے
المستقدمین منکم ولقد	وارث و مالک ہیں۔ ہم تم سے پہلے گذرنے
علمنا المستاخرین و ان ربك	والے اور بعد میں آنے والے سبھی کو جانتے
ھو یحشرھم انہ حکیم	ہیں اور آپ کے پروردگار بروز قیامت ان
علیم ٥ (الحجر ۲۳-۲۵)	سب کو جمع کرنے والے ہیں۔

اور یقینی امر ہے کہ جو ذات بدبودار مٹی سے خوبصورت اور مکمل انسان پیدا کر سکتی ہے بھلا وہ اسے مار کر دوبارہ زندہ کرنے اور پھر جمع کر کے حساب لینے پر قادر نہیں ہو سکتی؟ کیوں نہیں؟

اس سیاق و سباق میں اس مرحلہ تخلیق کو ذکر کرنے کا حقیقی مقصد مرحلہ بعث بعدالموت اور روز قیامت سب کو ایک جگہ پر اکٹھا کرنے کے عمل کو باتاکید بیان کرنا ہے۔

پانچواں مرحلہ | الطین اللازب چکنی مٹی۔

انا خلقنا ھم من طین لازب	ہم نے انہیں چکنی مٹی سے پیدا کیا۔
(الصافات ۱۱)	

یہ تخلیق آدم میں سابقہ مرحلہ کے متصل بعد کی کیفیت والا مرحلہ ہے۔ قرآن مجید کے اعجاز بلاغی کی منہ بولتی برہان دیکھئے کہ تخلیق کے اس مرحلہ کو اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کے دوبارہ زندہ کرنے کا وعدہ پر تمسخر و مذاق کرنے والوں کے ضمن میں بطور تعجب اس طرح فرمایا کہ جب منکرین بعث خود (طین لازب) جو اس زمین کا ایک حصہ ہے ... تو انہیں خدائی امر کا انکار ہی کیونکر ہونا چاہیئے بلکہ برضا و رغبت تسلیم کرنا چاہیئے کہ جو ذات مردہ (طین لازب) سے از سر نو زندوں کو تخلیق کرتی ہے۔ اس کے لئے تو جسد انسانی کا اعادہ از حد آسان ہوگا۔

علامہ زمخشری الکشاف میں انسان کو (طین لازب) سے پیدا کرنے کی دو حکمتیں لکھتے ہیں:۔

ا۔ یا تو انسان کے کمزور و ناتواں ہونے پر بطور شہادت اس مرحلہ تخلیق کا ذکر فرمایا کہ جو چیز ایسی مٹی سے پیدا کی گئی ہے وہ قوت و سختی و صلابت جیسی صفات سے متصف نہیں ہو سکتی۔

۴۔ منکرین بعث بعد الموت کے اس باطل تصور کہ جب ہم مرنے کے بعد خاک اور بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے تو پھر کیسے زندہ کیے جا سکیں گے۔ (الصافات ۱۶) پر بطور قطعی رد فرمایا کہ جس (طین لازب) سے انسان کو پیدا کیا گیا وہ دراصل ایک خاک ہی تو ہے تب انہیں یہی خاک بن جانے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر کوئی تردد و استنکار نہیں ہونا چاہیے۔

چھٹا مرحلہ | الصلصال ۔ کھنکھنانے والی مٹی

خالق کائنات نے فرمایا:۔

انی خالق بشراً من صلصال (الحجر ۲۸)

الصلصال ۔ پانی میں رہنے کے بعد خشک ہونے کے باعث کھنکھنانے والی مٹی جسے اگر آنچ دی تو ٹھیکرا بن جائے۔ اس مرحلہ اتمام خلقت کو انس و جن کی فطرتوں میں مکمل تضاد کی کیفیت کو اجاگر کرنے کے ضمن میں ذکر کیا گیا ہے جب کہ اس سے پہلے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

والجان خلقناہ من قبل من نار السموم (الحجر ۲۷)　　　اور جن کو اس سے پہلے ہم نے بے دھوئیں کی آگ سے پیدا کیا تھا۔

یہ ایک تضاد و تناقض ہے جو ان دونوں مخلوقات کے مابین دائمی عداوت کا مؤثر ترین سبب شمار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ الصلصال میں دو متضاد صفتیں خشکی اور رطوبت موجود ہیں اور آگ میں نہ تو رطوبت ہے اور نہ ہی یبوست بلکہ یہ بھڑکی ہوئی مہلک لپٹوں والی ہے۔

اور یہ بات بھی قرین قیاس لگتی ہے کہ تخلیق کے اس مرحلہ کو (الصلصال) سے تعبیر کرنے میں مشرکین کی کم عقلی و کوتاہ بینی کے سبب کی طرف بھی اشارہ ہو کیونکہ وہ اس صلصال سے پیدا کئے گئے ہیں جس میں تہ غلیات اور گناہوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت ہی نہیں۔ اس مرحلہ تخلیق میں یہ انداز بیان سورۂ کریم میں مشرکین کے اباطیل و خرافات میں ہر لحظہ گرفتار ہونے کی واقعاتی صورت حال کے بھی عین مطابق ہے جب کہ مقصد یہی ہے کہ بعد ازاں اسے دلائل و براہین کے ساتھ باطل قرار دیا جائے۔

علاوہ ازیں قرآنی نظم و نسق دیکھئے کہ جہاں سورہ الحجر میں تخلیق جن کے عنصر حقیقی (آگ) النار السموم کا ذکر فرمایا ۔ساتھ اصل آدمیت (الصلصال) کے وصف کو بھی ذکر فرما دیا جیسا کہ الرحمن کی آیت (خلق الانسان من صلصال کالفخار و خلق الجان من مارج من النار) میں دونوں کا تذکرہ کر کے اصل عناصر کا موازنہ فرما دیا ہے بلکہ سورہ الرحمن میں تو تخلیق آدمیت کے اس مرحلہ کے ذکر نے خدائے ذو المنن کے احسانات اور نعمتوں کو مزید حسن و جمال سے آراستہ کیا ہے [redacted] کچھ یوں کہ الصلصال خاک کے مراحل میں سے اعلیٰ ترین سٹیج ہے۔ کیونکہ اس مرحلہ

ہیں دطین) ہیں ایسی صلابت اور پختگی آجاتی ہے جو تفرق و تشتت کا شکار بھی نہیں ہوتی اور بدبودار بھی نہیں، بلکہ اس سے بنی ہوئی اشیا خود محفوظ ہونے کے علاوہ دوسری اشیا کی حفاظت کی بھی ضامن ہوتی ہیں۔ اس طرح سورہ الرحمٰن کا یہ حصہ جو اس مادہ سے پیدا شدہ انسان کی دوسری اشیا کی حفاظت کے مفہوم کو سمیٹے ہوئے ہے قرآن کریم کے بہترین حافظ و محافظ ہونے کے اہل بننے کی طرف اشارہ بھی کرتا ہے۔ جب کہ ان مراحل تخلیق سے گذاری گئی مخلوق اس ذمہ داری کی اہل بن جاتی ہے کہ وہ قرآن مجید اور دیگر تمام علوم و فنون کی حقیقی محافظ بن سکے۔ وہی قرآن مجید جس کی تعلیم خود رحمٰن دیتے ہیں۔

| ساتواں مرحلہ | انسان کی مکمل ساخت۔

| آٹھواں مرحلہ | روح پھونکنا۔ خالق انس و جن نے فرمایا: فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی ... (الحجر ۲۹)

(سویتہ) سے مراد انسان کی مکمل ساخت اور کامل تصویر ہے تاکہ اس میں روح پھونکی جاسکے۔

ملحوظ خاطر رہے کہ یہاں نفخ کی حیثیت جسم کو زندگی دینے والی ایک چیز کی تمثیل سے بڑھ کر کچھ نہیں کیونکہ عمل نفخ کی خدا کی طرف نسبت بعید از قیاس اور محال ہے۔ ان دونوں مرحلوں کو سورہ (ص) اور (الحجر) میں ابلیس لعین سے گفتگو کے دوران اور موضوع کلام کے حسب تقاضا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ نصوص قرآنیہ میں آدم علیہ السلام کی فضیلت و امتیاز (تسویہ و نفخ روح) کو اس انداز سے ذکر فرمانے کا مقصد یہی ہے کہ جو مخلوق ایسی عظیم امتیازی خصوصیات کی حامل ہو اس کے پہلے فرد حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرکے اپنے رب کی حکم عدولی کی آخر ابلیس نے جسارت کیونکر کی ہے۔

خلاصہ۔ مذکورہ بالا سطور میں تخلیق آدمؑ (انسان اول) کے مراحل کو قرآن مقدس کی آیات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ جو معجزانہ دقیق ترین قرآنی نظم و نسق کی منہ بولتی تصویر ہے اور جو بلاغت قرآنی کا عظیم شاہکار بھی ہے اور اعجاز بیانی کی برہان قاطع بھی۔ بلاشبہ ہمیں اس قسم کے تحقیقاتی موضوعات پر قلم اٹھانا چاہئے۔ بلکہ قرآنی بلاغت اور اس کے اعجاز بیانی سے متصف اصول و قوانین شرعیہ کی سمجھ تک رسائی حاصل کرنے کی غرض سے مفردات قرآن کے فہم و ادراک کے اس انداز تخلیق کو لازماً اپنانا اور رائج کرنا چاہئے۔ وہ قوانین قرآنیہ جو سچا طور پر ایسی مضبوط ترین بنیادیں ہیں۔ جو ہمیں سرمایہ صد افتخار۔ قرآن۔ پر فخر کرنے اور اس کی رشد و ہدایت کو حاصل کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوں۔

اور یوں ہم دشمنان اسلام کی افترا پردازیوں اور بہتان طرازیوں کا بھی منہ توڑ جواب دینے کے اہل ہو سکیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

واللہ الہادی الی سواء السبیل۔